سوال

(372)اقامت کے بغیر نماز کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ فرضی نماز کی ادائیگی کے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے وہ اگر سہواًچھوٹ جائے اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا دوبارہ تکبیر کہہ کر نماز ادا کی جائے گی۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مرقومہ (تحریر کی گئی صورت) میں جمہور اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں کہ نماز درست ہے، اعادے کی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اقامت حکماً سنتِ مؤکدہ ہے، فرض اور واجب نہیں اور جو لوگ واجب ہونے کے قائل ہیں، ان میں سے اکثریت کا خیال ہے کہ اقامت فرض کفایہ ہے، جس کا مفہوم ومدعا یہ ہے کہ کسی وقت ترک کی صورت میں نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ عطاء اور مجاہد; وغیرہ کے نزدیک تکبیرچونکہ علی الاطلاق فرض ہے۔ لہٰذا بصورتِ ترکِ نماز کی دہرائی ضروری ہے اور بعض مالکی فقہاء نے سہواً (بھول جانے) اور غیر سہو(نہ بھولنے) میں فرق کیا ہے۔یعنی سہواًاگر تکبیر رہ جائے تو نماز ہو جائے گی بصورتِ دیگر اعادہ (دہرانا) ضروری ہے۔ مشہور فقیہ امام خرقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

’ وَمَن صَلّٰی بِلَا أَذَانٍ، وَلَا اِقَامَةٍ کَرِہنَا لَہٗ ذٰلِکَ، وَلَا یُعِیدُ‘ المختصر مع المغنی : ۱/ ۴۳۱

’’جس نے اذان اوراقامت کے بغیر نماز پڑھی، ہمارے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے۔تاہم نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں‘‘اس کے شارح فقیہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اگر کوئی بلااذان اوراقامت کے نماز پڑھ لے تو

’فَالصَّلَاةُ صَحِیحَةٌ عَلَی القَولَینِ۔‘

’’دونوں اقوال (سنت مؤکدہ اور فرض کفایہ) کے مطابق نماز درست ہے۔‘‘

اس دلیل کی بناء پر کہ علقمہ اور اَسود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں بلااذان اور اقامت کے نماز پڑھائی۔‘‘ (رواہ الاثرم)مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ عطائی رحمہ اللہ کے ماسوااس میں کسی نے مخالفت کی ہو۔کہا کہ جواقامت بھول جائے وہ نماز لوٹائے۔امام اوزاعی رحمہ اللہ نے بعض دفعہ کہا اگر نماز

کا وقت ہو تو لوٹائے اور اگر وقت گزرائے تو نہ لوٹائے۔

'وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْجُمْهُورِ، لِمَا ذَكَرْنَا، لِأَنَّ الْإِقَامَةَ أَحَدُ الْأَذَانَيْنِ، فَلَمْ تَفْسُدِ الصَّلَاةُ بِتَرْكِهَا كَالْآخَرِ'

یعنی ''مذکورہ وجوہات کی بناء پر جمہور کا قول صحیح ہے۔ اس لئے بھی کہ اقامت دو اذانوں میں سے ایک ہے۔ اس کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوگی، جس طرح کہ اذان کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔'' انتہی

مسئلہ ہذا پر امام شوکانی رحمہ اللہ نے قدرے تفصیل سے بحث کی ہے۔ جانبین کے دلائل جمع کرنے کے علاوہ فقہائے کرام کے مسالک کی بھی نشاندہی کی ہے۔ ان کا رجحان بھی وجوب کی طرف ہے۔ ملاحظہ ہو! ''نیل الأوطار'' (۲/۳۳۔۳۴) جس طرح کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ بھی ''المحلیٰ'' میں وجوب کے قائل ہیں۔

جماعت کے نامور محقق مولانا عبدالقادر حصاروی مرحوم نے اپنی تالیف 'کتاب الأذان'' میں اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔

دوسری طرف صحیح بخاری کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ علی الاطلاق (بغیر شرط کے) ان کی مشروعیت اور مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اسی طرح امام فقیہ مجتہد ''ابن دقیق العید'' فرماتے ہیں:

'وَالْمَشْهُورُ أَنَّ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ سُنَّتَانِ وَقِيلَ: هُمَا فَرْضَانِ عَلَى الْكِفَايَةِ وَهُوَ قَوْلُ الْأَصْطَخْرِيِّ مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ' احکام الاحکام ۲۱۵/۱

''مشہور بات یہ ہے کہ اذان اور اقامت دونوں سنت ہیں اور بصیغہ مجہول ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں فرض کفایہ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے اصطخری رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔''

الحاصل ائمہ حدیث اور فقہاء عظام کے اقوال و آثار کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ اذان اور اقامت دونوں تاکیدی امور میں سے ہیں۔ تاہم اگر کسی وقت سہواً رہ جائیں تو نماز میں خلل واقع نہیں ہوگا۔ ان شاء ا ۔ بخلاف شاذ مسلک کے، جس میں نماز کے بُطلان کا موقف اختیار کیا گیا ہے۔ (ہذا ما عندی وا أعلم بالصواب وعلمہ أتم)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 338

محدث فتویٰ